بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللهِ وَالحَمْدُ للهِ وَالصَّلاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَالَاهُ، وَبَعْدُ:

107: سورۃ الماعون کی مختصر تفسیر

جزء عمّ کی مختصر تفسیر، اور آج کی نشست میں ہم نئی سورۃ سے درس کا آغاز کرتے ہیں سورۃ الماعون، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ① فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ② وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ③ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ④ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ⑤ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ⑥ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ⑦﴾ (الماعون: 1-7)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ﴾ (کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جو قیامت کے دن یا روز جزاء اور سزا کو جھٹلاتا ہے؟)۔

﴿فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ﴾ (یہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے)۔

﴿وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ﴾ (اور نہیں رغبت دلاتا مسکینوں کو کھانا کھلانے کی)۔

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ﴾ (پس خرابی ہے اُن نمازیوں کے لیے)۔

﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں)۔

﴿الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ﴾ (جو دکھاوا کرتے ہیں)۔

﴿وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ﴾ (اور عام ضرورت کی چیزیں بھی مانگے نہیں دیتے)۔

سورہ الماعون کی سات آیات ہیں چھوٹی سی سورۃ ہے عظیم سورۃ ہے اور اس چھوٹی سی عظیم سورۃ میں چند عظیم پیغام ہیں؛ سب سے بنیادی پیغام آخرت پر ایمان کا پیغام ہے لیکن ایک پیارے اور نئے انداز سے، "دین کو جھٹلانا" اصل مراد ہے دین سے یہاں پر یوم الدین (قیامت کا دن، یوم جزاء اور سزا کا دن)۔

جو بنیادی پیغام ہے وہ یہ ہے یعنی اصل پیغام تو آخرت پر ایمان کے تعلق سے ہے اُس کے ساتھ ساتھ اس بات کو باور کرایا جا رہا ہے کہ عقیدے کی خرابی سب سے بنیادی خرابی ہے، کسی کا عقیدہ اگر خراب ہو تو ایسا شخص بہت بُرا شخص ہوتا ہے اور اُس سے اور

بہت ساری برائیاں ہونے کا امکان رہتا ہے، تو عقیدے کی درستگی سب سے پہلے ہے ہر چیز پر مقدم ہے "الایمان باللہ" سب سے پہلے ہے۔

دیکھیں "الایمان باللہ والیوم الآخر" سب سے پانچویں نمبر پر ہے ارکان ایمان کا پانچواں رُکن ہے اور نہیں توفیق ہوتی کسی شخص کو آخرت پر ایمان کی جب تک کہ اُس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان درست نہ ہو اس لیے آپ پڑھتے ہیں اکثر قرآن مجید میں:

﴿مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ﴾ (البقرة:177) جوڑ دیا ہے۔

حدیث میں بھی دیکھیں "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ": اللہ تعالیٰ پر ایمان اور آخرت پر ایمان، اور یہاں پر یوم الدین۔

تو عقیدے کو درست کرنا ہے عقیدے کی خرابی کی کوئی گنجائش نہیں ہے عقیدہ خراب ہے تو اس کی وجہ سے دل میں خلل اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور جس کے دل میں کوئی خلل پیدا ہو جائے تو اس کا دماغ اس کی زبان اس کی آنکھیں اور اس کے کان اس کے ہاتھ اس کے پاؤں جسم کے دیگر اعضاء جو ہیں سب میں خلل پیدا ہو جاتا ہے؛ آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیارے پیغام کو کس طریقے سے بیان فرمایا ہے۔

﴿اَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ يُكَذِّبُ بِالدِّيۡنِ﴾: کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جو قیامت کے دن کو جھٹلاتا ہے؟

مخاطب یہاں پر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہر وہ شخص جس کے لیے خطاب درست ہے، ہمارے لیے بھی ہے سب کے لیے ہے۔ ذرا غور کریں اُس بندے پر جو آخرت کے دن کو قیامت کے دن کو جھٹلاتا ہے کیسا ہے شخص؟ ! وہ جھٹلاتا پھر کیوں ہے جب اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اپنے اس پاک کلام میں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کئی احادیث میں بیان فرمایا ہے کہ مرنا ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے؟!

آخرت کا دن ہو گا صور پھونکا جائے گا قیامت قائم ہو جائے گی، ہر زندہ چیز مر جائے گی ہر موجود چیز فنا ہو جائے گی ختم ہو جائے گی ، دوبارہ صور پھونکا جائے گا پھر ہر مردہ چیز زندہ ہو جائے گی یہ عظمت ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کی اُسی نے پیدا کیا ہے وہی فنا کرے گا اُسی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔

مخلوق مخلوق ہے مسکین ہے حقیر ہے فقیر ہے محتاج ہے اپنے ربّ کی، ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ فرد ہے الصمد ہے بے نیاز ہے بے پرواہ ہے غنی ہے "جبّار السموات والأرض" وہ کسی کا محتاج نہیں ہے؛ ﴿كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ ۝٢٦﴾ (جو کچھ ہے وہ سب فنا ہو جائے گا) (الرحمٰن: 26)۔

ہمارا وجود وقتی طور پر اس دنیا میں ہے ہمارا وجود ہمارا اصل مقصد نہیں ہے یہ ہماری جگہ نہیں ہے ایک ٹرانزٹ (Transit) ہے وقتی طور پر ہم یہاں پر آئے ہیں، ہماری اصل جگہ وہ ہے جہاں سے ہمارے باپ کو نکالا گیا تھا (آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو) وہ ہماری جگہ ہے جنت ہمارا ٹھکانہ ہے یہ جگہ نہیں ہے، وہاں تک پہنچنے کے لیے اس دنیا میں ہم آئے ہیں لیکن راستے دو ہیں، ایک راستہ جنت تک واپس لے کر جائے گا جہاں سے نکالے گئے تھے دوسرا راستہ جہنم کی طرف جانے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا ٹھکانہ ہے، ہمیشہ کی ناکامی ہمیشہ کی خرابی ہمیشہ کا عذاب ہے، لیکن دونوں کی طرف جانے کے لیے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور آخرت اور قیامت قائم ہوگی، وہ دن حساب اور کتاب کا دن ہے ہم جو کچھ کہتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں وہ قرض کی طرح ہمارے سَر پر ہے!

"دِین اور دَین" دال، یاء، نون، اِن حروف میں جو معنی ہے جن میں قرض کا معنی آتا ہے: دَین کسے کہتے ہیں اور دِین کیا ہوتا ہے؟ ہم پر فرض ہے نادِین کی اتباع کرنا؟ جو آپ پر چیز فرض ہو جاتی ہے آپ نے اس کا حساب چکانا ہوتا ہے کہ نہیں؟ یہی بات ہے دونوں میں یہ معنی آپس میں جڑ جاتا ہے اس طریقے سے اس لیے یوم الدین کہا جاتا ہے: ﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴾(الانفطار: 17)۔ بہت سخت دن ہے یوم الدین جو ہے عام دن نہیں ہے! ایک دن ہے اُس جیسا کوئی اور دن نہیں ہے!

آج ہمارے دن چوبیس گھنٹے کے ہیں آتے جاتے ہیں وقت ہے مہلت ہے ہر نیا دن نئی امید کے ساتھ ہم شروع کرتے ہیں لیکن ربّ کے لیے کیا کرتے ہیں؟! دنیا کے لیے تو ہم کرنے والے ہیں ایک دن ایسا آئے گا وہ آخری دن ہوگا اُس کے بعد کوئی دن نہیں ہوگا اُس دن ہم نے حساب دینا ہے، آج ہم نے عمل کرنا ہے عمل کر سکتے ہیں اُس دن کوئی عمل نہیں ہوگا صرف حساب ہی حساب ہوگا۔

کتنا عجیب ہے یہ شخص جو اُس دن کو جھٹلاتا ہے کیوں جھٹلاتا ہے؟! بدبخت بندہ ہے، بدعقیدہ بندہ ہے، ربّ کے احکام کی نافرمانی کرنے والا ہے، ربّ کی آیات اور پیغام کو جھٹلانے والا ہے، رسولوں کے پیغام کو جھٹلانے والا ہے!

﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ﴾ اس بُری خصلت کے ساتھ اور بھی بُری خصلتیں ہیں، اصل خرابی یہاں پر تھی کیونکہ عقیدے کا تعلق دل سے ہے دل میں خرابی پیدا ہوگئی ہے: ﴿فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ﴾: یہ وہی شخص ہے جو یتیم کو دھکا دیتا ہے۔ یتیم معاشرے کا کمزور ترین شخص ہوتا ہے یتیم اُسے کہتے ہیں بلوغت سے پہلے جس کا باپ مر جائے۔

نابالغ بچہ ہے اس کا باپ مر گیا سَر سے باپ کا سایہ ہٹ گیا اُس کی حفاظت اُس کی مدد کرنے والا اسے پروٹیکٹ (Protect) کرنے والا اُس کی تربیت کرنے والا جو بڑا ستون تھا وہ گر گیا ہے سَر سے چھت نکل گئی ہے پاؤں تلے زمین نکل گئی ہے، پریشان

ہے حیران ہے معاشرے میں کیسے رہنا ہے کیا کرنا ہے! ماں خود کمزور ہے ماں خود محتاج ہے ماں اکیلے بچے کی تربیت نہیں کر سکتی اس لیے ماں کے مر جانے سے کوئی یتیم نہیں ہوتا (سبحان اللہ)۔

حق کس کا زیادہ ہے ماں کا یا باپ کا؟ ماں کا حق زیادہ ہے۔ لیکن اثر کس کا زیادہ ہے ماں کا یا باپ کا؟ باپ کا؛ اس لیے اگر ماں مر جائے تو بچہ یتیم نہیں ہے، اگر باپ مر جائے بچہ یتیم ہے، اگر بالغ ہے تب بھی یتیم نہیں ہے کیونکہ اب پاؤں پر کھڑا ہو گیا ہے۔

لیکن نابالغ ہے نا سمجھ ہے کمزور ہے مسکین ہے سمجھانے کی سخت ضرورت ہے اگرچہ بلوغ کے بعد چودہ پندرہ سولہ سال کی عمر بھی آپ جانتے ہیں کہ ابھی لڑکپن کی عمر ہوتی ہے نا سمجھی پھر بھی ہوتی ہے لیکن پھر بھی اپنا دفاع کیا جا سکتا ہے کوئی بات یعنی ایسا بچہ جو ہے وہ سمجھنے والا بھی ہوتا ہے اپنی پروٹیکشن (Protection) بھی کسی حد تک کر سکتا ہے لیکن سات سال کا بچہ پانچ سال کا بچہ چار سال کا بچہ یا اُس سے چھوٹا بلوغت سے پہلے! (سبحان اللہ)۔

یہ ایسا شخص ہے بے رحم ہے! بے ایمان تو وہ ہے (جو پہلی بات تھی) اُس بے ایمانی کی وجہ سے بد عقیدگی کی وجہ سے دل میں خرابی کی وجہ سے خلل کی وجہ سے اب صرف جھڑکتا نہیں ہے یتیم کو اس کمزور کو اس مسکین کو جو قابل ترس ہے جس کو مدد کی ضرورت ہے، کرنی تو مدد چاہیے تھی سَر پر ہاتھ پھیرنا تھا اُس سے شفقت کرنی تھی اُس پر رحم کرنا تھا اُس کا حق ہے یتیم کا یہ کیا کرتا ہے؟ صرف زبان سے نہیں گالی دیتا اُسے زبان سے جھڑکتا نہیں اُسے دھکے دیتا ہے اپنے ہاتھوں سے! وصف دیکھا ہے ذرا؟!

دیکھیں یتیم کو صرف جھڑکنا ہی کافی ہوتا ہے یہ جُرم ہی کافی ہے اُسے دھکا دینا کبھی تصور کیا ہے آپ نے؟!

آپ یوں دیکھیں کہ ایک یتیم بچہ ہے اور کسی نے اُسے یوں دھکا دیا ہے تو وہ وہاں پر جا کر گرتا ہے آپ کی نظر میں یہ شخص کیسا ہے بُرا ہے کہ نہیں؟ جو یوم الدین کو جھٹلاتا ہے وہ اُس سے بھی زیادہ بُرا ہے!

بعض لوگ کیا کرتے ہیں کہ بچوں کے سَر پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں شفقت کرتے ہیں لیکن ہیں بد عقیدہ، اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ اس سے بھی زیادہ بُرا ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اس لیے ترتیب دیکھیں:

(۱) یوم الدین سب سے پہلے ہے یہ اصل بنیاد ہے کہ عقیدے کی خرابی نہیں ہونی چاہیے۔

(۲) پھر اور جو بُری خصلت ہے وہ یہ ہے کہ یہ بے رحم بندہ ہے اللہ تعالیٰ نے اُس سے رحمت کو چھین لیا ہے؛ اور لازمی نہیں کہ ہر بد عقیدہ سے اللہ تعالیٰ رحمت چھین لے یہ ایک مثال دی جا رہی ہے یہاں پر کہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں یا ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو بد عقیدہ بھی ہوتے ہیں اور ساتھ یہ بھی اُن میں بُرائیاں ہوتی ہیں۔

اور واقعی کئی لوگوں تک توفیق نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کئی لوگوں کو اللہ تعالیٰ آزماتا ہے آپ دیکھتے ہیں کہ وہ نمازی بھی ہیں وہ رحمت بھی کرتے ہیں شفقت بھی کرتے ہیں شاید لوگوں کو دکھاوے کے لیے کچھ بھی ہے اللہ أعلم، یا ہو سکتا ہے صحیح طریقے سے کرتے بھی ہوں لیکن عقیدے کی خرابی ہے اللہ تعالیٰ اُن کو توبہ کرنے کا موقع ہی نہیں دیتا اور اسی بدعت پر اُن کا خاتمہ ہوتا ہے (نعوذ باللہ)، توفیق ہی نہیں ہوتی اُن کو!

الغرض؛﴿فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ﴾: دھکے دیتا ہے یتیموں کو خود بے رحم ہے۔

﴿وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ﴾: دوسروں کو مسکینوں کے کھانے کی رغبت نہیں دلاتا۔

مسکین ہے محتاج ہے اسے بہت ساری چیزوں کی ضرورت ہے سب سے اہم چیز جو مسکین کی ضرورت ہے وہ کیا ہے؟ کھانا ہے ، بھوک لگتی ہے نا بھوک برداشت نہیں ہوتی اس لیے بھوک کی وجہ سے کئی ایسے لوگ ہیں جو چوری بھی کرتے ہیں جو ڈکیتی بھی کرتے ہیں، بھوک کی وجہ سے لوگ حرام بھی کھاتے ہیں، بھوک کی وجہ سے (نعوذ باللہ) زنا کاری بدکاری بھی ہوتی ہے جو کہ نہیں ہونی چاہیے؛ آزمائش ہے بھوک اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیکن بعض لوگوں کا ایمان کمزور ہوتا ہے کچھ غلطی ہو جاتی ہے۔

الغرض؛ مسکین اور طعام ہے (یتیم دھکا، مسکین طعام)، نہ تو خود رحم کرتا ہے دوسروں پر نہ کسی اور کو کسی پر رحم کرنے پر آمادہ کرتا ہے نہ اسے رغبت دلاتا ہے، کوئی خیر نہیں ہے نہ اپنے اندر کوئی خیر ہے اور نہ اس سے آپ کوئی خیر تصور کر سکتے ہیں! ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ خود رحم کرتا اور دوسروں کو بھی دوسروں پر رحم کرنے کی رغبت دلاتا۔

آپ نصیحت کرتے ہیں نا کہ یہ فلاں بھوکا ہے ذرا اس کی مدد کر دینا آپ خود بھی مدد کرتے ہیں خود نہیں کرتے تو کسی کو کہہ تو سکتے ہیں؛ نہیں! نہ خود کرنا ہے بلکہ اس کا اُلٹا ہے! یتیموں کو جو دھکا دیتا ہے مسکینوں کو کیا کھانا کھلائے گا دور کی بات ہے نا!

اس لیے یہ نہیں فرمایا کہ مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتا، نہیں! وہ کافی تھا (یتیم کو دھکا دینا ہی کافی تھا)۔

یعنی بے رحمی کی انتہا سنگ دلی کی انتہا ایک طرف دوسری طرف دوسروں کو رغبت دلانا، دوسروں کو یہ نہیں کہے گا کہ تم دھکا دو یتیم کو؛ کوئی سنے گا اس کی؟ وہ کہے گا کیسے بندے ہو تم؟!

مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت دلانا، نہیں رغبت دلاتا کہ کسی مسکین کو کھانا کھلا دینا سنگ دل بندہ ہے پتھر دل ہے! (نعوذ باللہ)۔

یہ خرابیاں تو ہیں، بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو شاید ان خصلتوں سے بچ جائیں یا چیزیں یہ بھی ہوں لیکن اور بہت بڑی خرابی اور ہے اور یہ عجیب سے لوگ ہیں اچھے کام کرتے کرتے اس میں بہت بُرا کام شامل کر دیا ہے: ﴿فَوَيْلٌ﴾: وعید ہے سخت وعید ہے سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام بھی ہے، خرابی ہے اس شخص کے لیے؛﴿فَوَيْلٌ﴾ خرابی

ہے کس کے لیے خرابی ہے؟ ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴾ نمازیوں کے لیے خرابی عجب بات ہے! اس لیے یہاں پرُ رکنا درست نہیں ہے آیت کو پورا پڑھنا ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴾: خرابی ہے اُن نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ (جو اپنی نماز سے غافل ہیں اُن نمازیوں کے لیے خرابی ہے ہر نمازی کے لیے نہیں)۔

نماز تو کامیابی ہے: "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ"؛ لیکن یہ ایسے نمازی ہیں بدبخت نمازی ہیں جو اپنی نماز سے غافل ہیں؛ ﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴾!

اس کو اچھی طرح سمجھنا ہے کہ عَن اور مِن میں کیا فرق ہے یا فِی میں کیا فرق ہے؟

" الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ "اور ﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴾؛ دیکھیں ایک حرف میں معنی بدل جاتا ہے اور دونوں میں فرق ہے۔

﴿عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴾: اپنی نمازوں سے غافل ہیں نماز پڑھنے کا حق ادا نہیں کرتے، جو ارکان ہیں واجبات ہیں ان کا حق ادا نہیں کرتے، قیام کیسے کرنا ہے اس کا حق ادا نہیں کرنا ہے، بیٹھنا کیسے ہے رکوع میں سجدے میں حق ادا نہیں ہوتا، جو واجبات ہیں جو زبان سے کیے جاتے ہیں تکبیر کا حق ادا نہیں کرتے، جو اذکار ہیں واجب ان کا حق ادا نہیں کرتے۔

بعض لوگ سجدے میں جاتے ہیں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى" کا حق ادا نہیں کرتے تیزی سے پڑھ کر بس ایک دفعہ سَر یوں لگا یا زمین پر پھر اُٹھا لیا!

باجماعت نماز کو ترک کرنے والے، دیر سے نماز پڑھنے والے، وقت گزرنے کے بعد نماز کو قضاء کرنے والے بغیر کسی عذر شرعی کے سب اس میں شامل ہیں: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴾: سب ﴿سَاهُوْنَ ﴾ ہیں یہ غفلت کا شکار ہیں! "فِي صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ" جو ہے جو نمازوں میں کوئی بھول کر دیتے ہیں کوئی خطاء ہو جاتی ہے بھول ہو جاتی ہے۔

سجدۂ سہو کیوں مشروع ہے؟ کس لیے مشروع ہے؟ اُن لوگوں کے لیے ہے جو ﴿عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴾ یا "فِي صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ"؟ "فِي صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ": سجدۂ سہو اس کا نام بھی سہو ہے کہ بھول ہو گئی نماز میں، کوئی واجب چھوٹ گیا ہے کوئی رکن زیادہ ہو گیا ہے، کوئی غلطی نماز میں ہو گئی ہے سجدۂ سہو ہو گیا ہے۔ اگر رُکن چھوٹ گیا ہے تو رُکن واپس لانا ہے پھر سجدۂ سہو کرنا ہے۔

صرف واجب چھوٹا ہے تو صرف سجدۂ سہو ہی کافی ہے، جو خلل نماز میں ہے وہ سجدۂ سہو سے درست ہو جاتا ہے سیدھا ہو جاتا ہے۔

نماز میں غفلت اور نماز سے غفلت: یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز آنکھوں کی ٹھنڈک دل کا سکون ہے: "أَرِحْنَا بِهَا يَا بِلَال" راحت ہے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، "قُرَّة عَينِي فِي الصَّلاةِ" اس کے باوجود بھی نماز میں بھول ہوئی کہ نہ ہوئی؟ بھول ہوگئی نماز میں سہو ہوگیا ہے، ہمیں بتانے کے لیے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں سید البشر ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور من نور اللہ نہیں ہیں!

نور کبھی خطاء نہیں کھاتا نور سے کبھی سہو نہیں ہوتا بھول نہیں ہوتی کیونکہ نور ہے، اور پھر کہتے ہیں "نور من نور اللہ" کیا اللہ تعالیٰ بھی بھولتا ہے نعوذ باللہ؟! کیا اللہ تعالیٰ سے بھی خطاء ہوتی ہے؟! جب اللہ کے نور میں سے نور ہیں حصہ ہیں اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ) تب تو سہو نہیں ہونا چاہیے تھا! لیکن بشر ہیں اور افضل البشر ہیں سید ولد آدم ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھول ہوگئی ہے نماز میں (صحیح احادیث میں آیا ہے) کیوں؟ کیونکہ سب سے بڑا ثبوت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہیں؟ بشر ہیں نور نہیں ہیں۔

اور ہمارے لیے بھی یہ پیغام ہے کہ جب نماز میں تم لوگ بھول جاؤ تو کرنا کیا ہے؟ سجدۂ سہو مشروع ہوا ہے سجدۂ سہو کیا کریں اور اس خلل کو (نماز کے خلل کو) دور کردیں نماز میں خلل کی کوئی گنجائش نہیں ہے، دوسرا رُکن ہے ارکان اسلام کا کلمۂ شہادت کے بعد کوئی خلل کی گنجائش نہیں ہے؛ خلل ہوگیا ہے غلطی تو معاف ہے نا لیکن خلل تو ہوگیا ہے نماز میں وہ کیسے دور ہوگا؟ سجدۂ سہو سے دور ہوگا۔ لیکن جو غفلت کا شکار ہیں نماز میں وہ دَس سجدے کرلیں دو کو چھوڑ کر نماز ٹھیک ہوگی اُن کی؟ نہیں!

جو رکوع کو صحیح طریقے سے نہیں کرتے حق ادا نہیں کرتے رکوع کا میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو (صحیح بخاری کی روایت ہے) دیکھا نماز پڑھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر یہ شخص یہی نماز پڑھتے ہوئے مرگیا تو اُس فطرت پر نہیں مرے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں (کہ پتہ نہیں یہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے اور کیا کررہا ہے یہ بندہ؟! اُس بہترین زمانے میں بھی ایسے لوگ تھے!)۔

اور وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں صحیح بخاری کی روایت میں "حديث المسيء في صلاته" جس نے نماز میں غلطی کی ہے، اساءة في الصلاة ، سہو نہیں تھا وہ ،اساءة تھی نماز میں غلطی تھی؛ غلط طریقے سے نماز جلدی میں نماز، اطمینان نہیں سکون نہیں نماز میں! اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "ارْجِعْ فَصَلِّ ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" (جاؤ دوبارہ نماز پڑھو تم نے نماز پڑھی نہیں ہے) ایک مرتبہ، دوسری، تیسری مرتبہ؛ عرض کرتے ہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اس سے اچھی نماز پڑھنا جانتا ہی نہیں ہوں، "فَعَلِّمْنِي": مجھے تعلیم دیں کہ میں نماز کیسے پڑھوں میں تو یہی نماز جانتا ہوں جو نماز میں پڑھ رہا ہوں۔

غلطی کہاں پر ہے ؟اس ایک ہی حدیث میں تقریباً کم و بیش 9 یا 10 ارکان ہیں ارکان الصلاۃ میں سے اور باقی ارکان جو ہیں 14 ارکان میں سے باقی اور نصوص میں ہیں اور دلائل میں ہیں۔تو نماز میں اور نماز سے غفلت دونوں میں فرق کو اچھی طرح جان لینا ہے، نماز میں غفلت بھی نہیں کرنی کبھی سہو ہو جائے تو الگ بات ہے۔ بعض لوگ نماز میں داخل ہوتے ہی دنیا میں مگن ہو جاتے ہیں جو کام چھوڑ کر آئے تھے اُسی کام میں واپس چلے جاتے ہیں نماز کے بعد یا نماز کے دوران !

بھئی نماز میں تو اس لیے ہم آئے ہیں نا اللہ اکبر کیوں شروع میں کہتے ہیں ہم ؟! حکمت ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے میرے کام سے میرے روزگار سے، میری بیوی سے میرے بچوں سے میری دنیا سے ؛جب سب سے بڑے کے سامنے سَر جھکا کر کھڑے ہوں تو پھر یہ دنیا کہاں سے بیچ میں آگئی ؟! یہ چھوٹی چیزیں کہاں سے بیچ میں آگئی ہیں ؟!

تکبیر تحریمہ سے سلام تک ہم سلام دیتے ہیں بعض علماء کہتے ہیں گویا کہ یہ شخص دنیا میں تھا ہی نہیں کسی اور جگہ پر تھا اب واپس آیا ہے تو سلام کر رہا ہے (سبحان اللہ)۔ہم نماز میں کہاں ہوتے ہیں نماز میں ہوتے ہیں یا نماز سے دور ہوتے ہیں اپنا محاسبہ کر کے ہم دیکھ لیں اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔

آخری دو خرابیاں باقی رہ گئی ہیں کیونکہ نماز بڑی عبادت ہے اس میں ریاکاری کی کوئی گنجائش نہیں ہے جو ریاکاری کرتے ہیں وہ بھی سب سے بڑے نماز سے غافل ہیں تو اس لیے الگ سے بیان فرمایا ہے: ﴿الَّذِينَ هُمۡ يُرَآءُونَ﴾ : یہ وہ لوگ ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں یا دکھاوے کی دیگر عبادات کرتے ہیں؛الگ سے بیان کیا ہے۔

اگرچہ نماز سے غافل نہیں ہیں لیکن ریاکاری سے بچنا چاہیے تو ایسے بدبخت لوگ ہیں یہ !

بات شروع ہوئی تھی ﴿يُكَذِّبُ﴾ مفرد سے اور خاتمہ کہاں پر ہو رہا ہے ؟ جمع سے (ایسے بہت سارے لوگ ہوں گے اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے)۔

﴿الَّذِينَ هُمۡ يُرَآءُونَ﴾ : ریاکاری کرتے ہیں عبادات کرتے تو ہیں لیکن لوگوں کو دکھاوے کے لیے لوگوں سے شاباشی لینے کے لیے یا دنیاوی کسی مقصد کے لیے؛ سب مردود ہیں ! ریاکاری سے عبادت اکارت ہو جاتی ہے وہ عبادت جس میں ریاکاری شامل ہو گئی ہو ! اور شرک سے سارے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں، وہ اعمال جو پہلے کر چکا، یہ عمل جو اب کر رہا ہے سارے ختم ہو جاتے ہیں، شرک کے ساتھ کفر کے ساتھ کوئی عمل باقی نہیں رہتا، لیکن ریاکاری کے ساتھ صرف وہ عمل فاسد ہو جاتا ہے جس میں ریا شامل ہو جائے (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے)۔

﴿الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ﴾: اور قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگوں کو عذاب دیا جائے گا وہ کون ہیں؟ یہی لوگ ہیں ریاکار ہیں؛ یہ صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے یہی لوگ ہیں قرآن کی تلاوت کرنے والا، سخی شخص جو صدقات اور خیرات دینے والا، جہاد کرنے والا؛ یہ ساری عبادات ہیں عظیم عبادات ہیں لیکن عجب بات یہ ہے کہ کیا کہا کرتے تھے؟ کیا کہیں گے؟ کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے کرتے ہیں ہم۔ حقیقت کیا تھی؟ دیکھیں اللہ تعالیٰ دلوں کے حال تو جانتا ہے نا، دلوں کے چھپے راز بھی اور آنکھوں کی خیانت سے بھی خوب واقف ہے، ہم لوگوں کو تو دھوکا دے سکتے ہیں اپنے ربّ کو نہیں دے سکتے اور اپنے آپ کو بھی نہیں دے سکتے۔ ریاکاری کرنے والا خوب جانتا ہے کہ وہ ریاکاری کر رہا ہے لوگ جانتے ہیں کیا؟ لوگ نہیں جانتے ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص نماز پڑھ رہا ہے کیوں پڑھ رہا ہے، تلاوت کر رہا ہے کیوں کر رہا ہے؛ ہمیں کسی پر شک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دل کے معاملے ربّ کے سپرد ہیں۔

ظاہر ہمارے لیے ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ اچھا نمازی ہے اچھا عبادت گزار ہے، اچھی تلاوت کرنے والا ہے، اچھا سخی بندہ ہے صدقات اور خیرات دینے والا ہے، ہم تو تعریف کر ہی لیتے ہیں کیونکہ ظاہراً بندہ اچھا ہے لیکن حقیقت کیا ہوگی اُس دن کھل کر سامنے آجائے گی! سب دیکھیں گے "علی الأشھاد" کوئی چھپی چیز نہیں رہے گی!

تلاوت اس لیے کرتا تھا تاکہ لوگ کہیں کہ تم قاری ہو اور لوگوں نے کہا (یعنی تمہارا مقصد تو پورا ہو گیا دنیا میں) "خُذُوْهُ إِلَى النَّارِ" لے جاؤ جہنم کی طرف: (چلا گیا جہنم میں (نعوذ باللہ))۔

قرآن کی تلاوت کرنے والا جہنم میں (سبحان اللہ)!، سخت وعید ہے واللہ اور بہت بڑا خطرہ ہے!

صدقات اور خیرات، دنیا میں مسکینوں کی مدد کرنا اور بڑے ادارے کھولے ہوئے ہیں اور بڑی غریبوں کی مدد کرنا وغیرہ وغیرہ؛ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سب ویسے ہیں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو ایسا ہے وہ ایسا نہ کرے! قبر میں جانا ہے مرنا بھی ہے دوبارہ زندہ بھی ہونا ہے اور میدان محشر میں سب سے پہلے جہنم میں لوگ جو جہنم کا ایندھن بنیں گے یہ تین لوگ ہیں "تُسعَّرُ بھم نار جھنم": ان سے جہنم کی آگ کو سلگایا جائے گا ایدھن بنیں گے یہ لوگ:

(۱) ایک قرآن کی تلاوت کرنے والا چلا گیا ہے۔

(۲) دوسرا، یہ سخی شخص بھی جا رہا ہے! کیوں دیتے تھے؟ اس لیے تاکہ یا اللہ تعالیٰ میں تیری لیے دیتا تھا۔ نہیں! اس لیے تاکہ لوگ کہیں یہ سخی ہے۔ کون فرمائے گا؟ ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ۔ تو لوگ کہیں گے یہ سخی ہے تمہارے اندر یہ کھوٹ تھا تمہاری یہ سوچ تھی تمہاری یہ نیت تھی آج ظاہر ہو گئی ہے سب کے سامنے قیامت کے دن!

آج تو ہم نہیں جانتے اُس دن سب ظاہر ہو گیا! "خُذُوهُ إِلَى النَّارِ"۔

(۳) تیسرا، اے اللہ تعالیٰ! تیرے لیے میں جہاد کرتا رہا تیرے راستے میں جہاد کرتا رہا۔ جھوٹ! اس لیے تلوار اٹھائی تاکہ لوگ کہیں کہ یہ بہادر ہے، اپنی بہادری کے لیے اپنے مقصد کو پانے کے لیے تو نے یہ کام کیا ہے؛ "خُذُوهُ إِلَى النَّارِ": جہنم کی طرف! اِن تین لوگوں سے جہنم کی آگ کو جلایا جائے گا: ﴿الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ﴾: سخت وعید ہے واللہ! عجب ہے عبادت بھی کی ہے ملا کیا ہے؟! عذاب اَلیم! اس لیے علماء یہ کہتے ہیں کہ جو شہوت پسند ہیں نا جو شہوت پسند جو لوگ ہوتے ہیں اگرچہ یہ بھی بُرے ہیں جو محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں یہ بُرے لوگ ہیں غلط کرنے والے ہیں لیکن اِن سے بڑے بُرے وہ لوگ ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں، اور اِن سے بُرے وہ لوگ ہیں جو بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں بدعات مکفرہ خصوصی طور پر، اور اِن سے بُرے وہ لوگ ہیں جو شرک کرتے ہیں۔ دیکھیں یہ سب جائز نہیں ہے لیکن سب برابر بھی نہیں ہیں (سبحان اللہ)۔

﴿وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾: ایسے لوگوں کی خیر نہیں ہے جو عام ضرورت کی چیزیں بھی جب اُن سے مانگی جائیں تب بھی نہیں دیتے۔

سوال: حدیث کیا ہے؟

جواب: یہ تو ہم پڑھ چکے ہیں یہاں سے نہیں پڑھ رہا میں یہ مختصر ہے، تو جو لوگوں کو سنانے کے لیے گزر چکا ہے پچھلے درس میں: "مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللهُ بِهِ": جو شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بیان کی ہے صحیح بخاری اور مسلم کی (متفق علیہ) حدیث، یعنی جو لوگوں کو سنانا چاہتا ہے (سَمَّعَ: سنانے سے ہے) اپنی آواز کو درست کر کے تو اس کا مقصد وہیں پورا ہو جاتا ہے، یعنی دنیا میں وہی چاہتا ہے "سَمَّعَ اللهُ بِهِ" تو ایسا شخص ریاکار ہے، اور جو دھکاوے کے لیے کرتا ہے وہ اس کو حاصل کر لیتا ہے "يُرَائِي اللهُ بِهِ"۔ قیامت کے دن سب کھل جائے گا!

آخر میں: ﴿وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾: اور عام ضرورت کی چیز جب اُن سے مانگی جائے تب بھی نہیں دیتے یہ اور خرابی ہے؛ اور علماء کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں دو حکم ہیں:

(۱) ایک تو واجب چیز جو دینی ہے اگر وہ نہیں دیتے تو حرام ہے۔

(۲) اور اگر کوئی چیز دینا واجب نہیں ہے اور وہ شخص نہیں دیتا تو اپنے آپ کو بہت سارے خیر سے محروم کر دیتا ہے۔

یعنی ایک شخص پیاسا ہے شدید پیاس میں ہے پانی نہیں پیے گا تو مر جائے گا کنویں کی طرف آیا ہے اور آپ کے پاس کوئی بالٹی ہے یا ڈول ہے کچھ ایسی چیز ہے جس سے پانی نکالا جا سکتا ہے، وہ شخص مسافر ہے کہتا ہے کہ مجھے پانی پینا ہے آپ اس کو نہیں دیتے اپنی

بالٹی یا جو بھی آپ کا برتن ہے تاکہ وہ پانی پی لے وہ شخص مر جاتا ہے، بعض علماء کہتے ہیں ایسا شخص جو ہے ضامن ہے اس کا اور دِیَت تو اس کے سَر پر ہے، بعض علماء کا یہ فتویٰ ہے؛ لیکن اس پر واجب تھا اسے برتن دینا نہیں دیا تو یہ حرام ہے اس کے اوپر۔

﴿ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ﴾ کی دو صورتیں ہیں: ایک صورت یہ ہے جو واجب تھا اس کو نہیں دینا یہ تو حرام ہے، اور اگر کوئی عام روز مرہ کی چیز آپ کا پڑوسی آپ سے کبھی کوئی استری مانگ لی اس کو ضرورت ہے اور آپ اس وقت نہیں استعمال کر رہے آپ دے بھی سکتے ہیں تو آپ دے دیں اسے اس کی مدد ہو جائے گی اور آپ کو اس کا اُجر مل جائے گا، کسی کو قرض کو ضرورت ہے آپ اس کو پیسہ دے سکتے ہیں اس کو دے دیں، انسان جب کسی کو قرض دیتا ہے نامۂ اعمال میں اس کا آدھا صدقہ لکھ دیا جاتا ہے اور قرض کا اُجر الگ لکھ دیا جاتا ہے۔ آپ نے ہزار دیئے تو نامۂ اعمال میں صدقہ پانچ سو ہے اگرچہ آپ نے واپس وہی لینا ہے جو آپ نے ہزار دیا ہے، نامۂ اعمال میں صدقہ الگ لکھا گیا ہے اور قرض دینے کا اُجر الگ لکھا گیا ہے، اور مدد کا جو اُجر ہے وہ الگ لکھا گیا ہے (سبحان اللہ)۔

﴿ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ﴾: یہ ایسے لوگ ہیں بد بخت لوگ ہیں جو روز مرہ چیز جس کی شاید زیادہ قیمت نہ ہو (کسی کو دیگچی کی ضرورت ہوگئی ہے کسی کو چمچ کی ضرورت ہوگئی ہے) اتنے عجیب سے بخیل لوگ ہیں کہ کچھ نہیں دیتے!

بات کہاں سے شروع ہوئی تھی؟ ﴿يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ﴾۔

کہاں پر پہنچی؟ عام چیزیں جو ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے وہ بھی اپنے بھائیوں کو اپنی بہنوں کو نہیں دیتے مدد نہیں کرتے، کنجوس لوگ ہیں بخیل لوگ ہیں، اصل خرابی دل کے اندر ہے اچھے لوگ نہیں ہیں ربّ کو ناراض کرنے والے ہیں، توفیق نہیں ہوتی خیر کی طرف! بعض لوگ حیران ہو جاتے ہیں کہ بندہ تو ٹھیک لگ رہا ہے یہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟! نہیں ہے توفیق! بد عقیدگی ہے دل میں خرابی ہے، نماز صحیح طریقے سے نہیں، حق ادا نہیں ہوتا توفیق نہیں ہے!

اس لیے جب انسان کسی چیز میں مبتلا ہو جائے اِن چیزوں میں سے یا کسی اور خرابی میں یا نافرمانی میں تو اپنا محاسبہ سب سے پہلے کرے اور دل کا محاسبہ سب سے پہلے کرے کہ کہاں پر کوئی خرابی ہے، عقیدے میں کہیں کوئی خرابی ہے اسے سب سے پہلے دور کرے منہج میں خرابی ہے اسے دور کرے، مت دیکھے جماعتوں کی طرف بڑے ناموں کی طرف کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا یہ دیکھے کہ کیا جس منہج پر میں اس وقت قائم ہوں یہ صحابہ اور سلف کا منہج ہے یا نہیں ہے۔

علماء معصوم نہیں ہیں کسی ایک عالم کے ہر قول کو لینا بھی غلط ہے کہ جو کہے گا وہ دین ہے جو وہ نہیں کہے گا وہ دین نہیں ہے یہ تقلید ہے؛ ہم علماء کے اقوال کو لیتے ہیں دلیل کی روشنی میں لیتے ہیں۔ جب کسی عالم سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے دلیل کے خلاف بات کر

لیتاہے تو عالم کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ مجتہد ہے اور وہ بشر ہے غلطی کا امکان ہوتا ہے ہم اس غلط قول کا ردّ تو کر دیتے ہیں لیکن عالم کی عزت اور آبرو برقرار رکھتے ہیں، یہ حق ہے اس کا ہمارے اوپر؛ جب وہ سلفی عالم ہے اور حق پر قائم ہے غلطی کا امکان ہوتا ہے ہو جاتا ہے غلطی کا ردّ کیا جاتا ہے نا کہ عالم کا ردّ کیا جاتا ہے۔

ہاں! اہل بدعت میں سے ہے تو کوئی بھی عزت نہیں ہے اُس کی اس نے خود اپنی بے عزتی کروائی ہے کیونکہ وہ بدعتی ہے!

تو ان دونوں چیزوں کو سمجھنا چاہیے اور اس کے بعد پھر انسان دیکھے کہ محرمات کا ارتکاب کون سا ہے اس سے بچے۔

تو یہ ہے ترتیب کہ سب سے پہلے عقیدے کے خلل کو دور کیا جاتا ہے منہج کے خلل کو دور کیا جاتا ہے، بعض لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے! سینہ تنگ ہے تعلیم ٹھیک نہیں ہے کاروبار ٹھیک نہیں ہے روزگار ٹھیک نہیں ہے یہ ٹھیک نہیں ہے وہ ٹھیک نہیں ہے؛ اپنے آپ کو ٹھیک کرو سب سے پہلے اپنے دل کو ٹھیک کرو سب سے پہلے اپنے ایمان کو مضبوط کرو سب سے پہلے، تقویٰ راستہ اختیار کرو، جب انسان اس راستے پر چل جاتا ہے تو بہت بڑی چیزیں بہت بڑی مصیبتیں بھی اس کو بہت چھوٹی نظر آتی ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ ایمان ہے تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ کی مدد ہے (واللہ اعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (107: سورۃ الماعون کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio